ثوابُ العِبادات

مجدد مسلک اہل سنت، عاشق رسول حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ○ پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عبادت کی تین قسمیں ہیں بدنی، مالی، مرکب۔ بدنی جس کا تعلق بدن سے ہو۔ جیسے تلاوت قرآن، تسبیح وتہلیل، دعا واستغفار اور نماز و روزہ وغیرہ۔ مالی جس کا تعلق مال سے ہو۔ جیسے زکوٰۃ وصدقات اور خیرات وغیرہ۔ مرکب جس کا تعلق دونوں سے ہو۔ جیسے حج۔ کہ اس میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر بدن کے ساتھ حج کے ارکان بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔

مسلمان ان عبادتوں میں سے اخلاص کے ساتھ جب کوئی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کو اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ مسلمان اپنی کسی عبادت کا ثواب کسی متوفی مسلمان کو پہنچا سکتا ہے یا نہیں؟ معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ نہ تو ثواب پہنچتا ہے اور نہ مُردوں کو اس سے کوئی نفع پہنچتا ہے۔ جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اور اس سے مردہ کو نفع بھی پہنچتا ہے۔

اگرچہ معتزلہ تو نہیں رہے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں میں پھر ایسے چند افراد پیدا ہو گئے ہیں جنہوں نے معتزلہ کی طرح ایصال ثواب کا انکار کرنا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ قرآن و حدیث پر ایمان وعمل رکھنے کے مدعی ہیں۔ تعجب ہے کہ وہ قرآن وحدیث پر ایمان وعمل رکھنے کے مدعی ہو کر ایصال ثواب اور اس کے مفید ونافع ہونے کے منکر کیسے ہو گئے ہیں کیونکہ قرآن وحدیث پر ایمان وعمل کا دعویٰ اور ایصال ثواب کا انکار، یہ دونوں چیزیں تو ایسی ہیں جو کبھی جمع نہیں ہو سکتیں۔ ایسے حضرات کو حسب ذیل دلائل میں گہری نظر سے غور کرنا چاہیے۔

بدنی عبادات

میت کے لئے دعا واستغفار کرنا

ا۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلدُّعَآءُ هُوَ الْعِبَادَةُ　　　دعا عبادت ہے۔

(مشکوٰۃ 2230، ترمذی 3372، ابن ماجہ 3828، ابوداؤد حدیث نمبر 1479)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ　　　دعا عبادت کا مغز ہے۔

(کنز العمال، مشکوٰۃ 2231، ترمذی 3371)

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ دعا عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (الحشر:10)

وہ جو ان کے بعد آئے وہ یوں دعا کرتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گزر چکے ہیں۔

غور فرمایئے! اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس مبارک فعل کو بطور استحسان وتعریف کے بیان فرما رہا ہے کہ وہ بعد میں آنے والے مسلمان جہاں اپنے لئے دعائے بخشش کرتے ہیں وہاں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی دعائے بخشش کرتے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔

جب ثابت ہو گیا کہ دعا عبادت ہے تو معلوم ہوا کہ زندوں کی عبادت یعنی دعا سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر یہ نہ مانا جائے تو پھر مسلمان کا اپنے متوفی بھائیوں کے لئے دعائے بخشش کرنا فضول اور لغو قرار پائے گا اور پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ قرآن معاذ اللہ فضول اور لغو کاموں کو بطور تعریف و استحسان بیان کرتا ہے۔ ثابت ہوا کہ زندہ مسلمان کا مردہ مسلمانوں کے لئے دعائے بخشش کرنا مردوں کے عفو و بخشش اور رفع درجات کا موجب ہے۔

۴۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ نَقَلَ غَيْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعُ عَلٰى اَنَّ الدُّعَآءَ يَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَ دَلِيْلُهٗ مِنَ الْقُرْآنِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ (الآیۃ)

(شرح الصدور صفحہ 127، مطبوعہ مصر 1339ھ)

اور اس امر پر بہت سے علماء نے اجماع نقل کیا ہے کہ بے شک دعا میت کو نفع دیتی ہے اور اس کی دلیل قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے، وَ الَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ الخ۔

۵۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ذکر بھی بطور تعریف بیان فرماتا ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ﴿۴۱﴾ (ابراہیم:41)

اے ہمارے پروردگار! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور مومنین کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو۔

دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے متوفی والدین اور مسلمانوں کے لئے دعائے بخشش فرمارہے ہیں (☆)۔ دعا عبادت ہے تو معلوم ہوا کہ ان کی عبادت سے ان کے والدین اور مسلمانوں کو نفع ضرور ہوگا ورنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دعا کرنا فضول ٹھہرے گا۔ کیا یہاں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا جلیل القدر پیغمبر فضول کام کا مرتکب ہوا اور قرآن کریم نے فضول کام کا ذکر فرمایا؟ (معاذ اللہ)

۶۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ فرشتے جو عرش کو اٹھانے والے ہیں اور اس کے اردگرد ہیں وہ ہماری تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ:

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (غافر:7)

مومنوں کے لئے دعائے بخشش بھی کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ فرشتے اللہ کی تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ مومنوں کے لئے

☆۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والدین کون تھے؟ اس کی نفیس تحقیق مؤلف کی کتاب ''الذکر الحسین'' میں ملاحظہ فرمایئے۔

دعائے بخشش بھی کرتے ہیں۔ دیکھئے دعائے بخشش مانگنے والے فرشتے ہیں اور اس کا فائدہ مسلمانوں کو پہنچے گا۔ اگر ان کی دعا کا کوئی فائدہ مسلمانوں کے حق میں مرتب نہ ہوتو ان کا مسلمانوں کے لئے دعا کرنا بے کار ہوگا اور فرشتے معصوم اور مامور من اللّٰہ ہوتے ہیں، ان کا کوئی کام بے کار اور بے فائدہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فرشتوں کی عبادت یعنی دعائے بخشش کا فائدہ مسلمانوں کو ضرور پہنچے گا۔ معلوم ہوا کہ ایک کی عبادت کا دوسرے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ بشرطیکہ دوسرے کو فائدہ پہنچانا مقصود ہو۔

۷۔ حضرت عبداللّٰہ ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَا لُمَيّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوّثِ، يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ، اَوْاُمٍّ اَوْاَخٍ، اَوْ صَدِيْقٍ، فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَآءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَآءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ

(مشکوٰۃ:2355۔ بیہقی شعب الایمان:9295)

مردہ کی حالت قبر میں ڈوبتے ہوئے فریاد کرنے والے کی طرح ہوتی ہے وہ انتظار کرتا ہے کہ اس کے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست کی طرف سے اس کو دعا پہنچے اور جب اس کو کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا کا پہنچنا اس کو دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہوتا ہے اور بے شک اللّٰہ تعالیٰ اہل زمین کی دعا سے اہل قبور کو پہاڑوں کی مثل اجر و رحمت عطا کرتا ہے اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف یہی ہے کہ ان کے لئے بخشش (کی دعا) مانگی جائے۔

اس حدیث سے مردہ کا دعائے بخشش کا منتظر اور زندوں کے ہدیے و تحفے یعنی دعائے بخشش کا اس کے لئے بہت ہی زیادہ مفید ہونا بخوبی ثابت ہے۔

۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللّٰہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْ رَّجُلٍ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ فَيَقُوْمُ

جس مسلمان کی نماز جنازہ پر ایسے چالیس

عَلٰی جَنَازَتِہٖ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ
(مشکوٰۃ: 1660۔ مسلم: 2199۔ ابن ماجہ: 1489۔ ابوداؤد: 3170۔ بیہقی شعب الایمان: 9249، مصابیح السنۃ: 1134)

مسلمان کھڑے ہو جائیں جنہوں نے شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی شفاعت میت کے حق میں قبول فرماتا ہے یعنی بخش دیتا ہے۔

دیکھئے چالیس زندہ مسلمانوں کا شفاعت کرنا یعنی دعائے بخشش کرنا مردہ کے حق میں بخشش کا موجب ہوا۔

۹۔ حضرت مالک بن بہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ صُفُوْفٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا اَوْجَبَ
(مشکوٰۃ: 1687، ابو داؤد: 3166، ترمذی: 1028، ابن ماجہ: 1490)

جس مسلمان کی نماز جنازہ پر مسلمانوں کی تین صفیں ہو جائیں اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اسی لئے جنازہ پر تین صفیں کی جاتی ہیں اور ظاہر ہے کہ صفیں بنانا اور نماز پڑھنا میت کا نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کا فعل ہے جو میت کے لئے باعث مغفرت ہوا۔

۱۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يَتْبَعُ الرَّجُلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالُ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اَنّٰى هٰذَا؟ فَيُقَالُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ
شرح الصدور صفحہ 127، الادب المفرد للبخاری صفحہ 9)

کہ قیامت کے دن پہاڑوں جیسی نیکیاں انسان کے (اعمال سے) لاحق ہوں گی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے ہیں فرمایا جائے گا کہ یہ تمہاری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہیں جو تمہارے لئے کیا گیا۔

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

جنت میں اپنے ایک نیک بندے کا درجہ بلند فرمایا۔

فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَنّٰى هٰذَا؟ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِکَ لَکَ

(مشکوٰۃ:2354، ابن ماجہ:3660)

تو وہ عرض کرتا ہے اے میرے رب میرا درجہ کیوں کر بلند ہوا؟ ارشاد ہوا کہ تیرا بیٹا جو تیرے لئے دعائے بخشش مانگتا ہے اس کے سبب سے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نیک بندے یا کسی بزرگ کے لئے دعائے بخشش کی جائے تو اس کے درجے بلند ہو جاتے ہیں اور گنہ گار کے لئے کی جائے تو اس سے سختی اور عذاب دور ہو جاتا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

اُمَّتِیْ اُمَّةٌ مَّرْحُوْمَةٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَهَا بِذُنُوْبِهَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِهَا لَاذُنُوْبَ عَلَيْهَا تَمَحَّصَ عَنْهَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِيْنَ

(شرح الصدور صفحہ 128)

میری امت، امت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار کی وجہ سے اس کو گناہوں سے پاک و صاف کر دے گا۔

۱۳۔ مذہب حنفی کے عقائد کی مسلم کتاب شرح عقائد نسفی میں ہے۔

وَفِیْ دُعَآءِ الْاَحْيَآءِ لِلْاَمْوَاتِ وَ صَدَقَتِهِمْ عَنْهُمْ نَفْعٌ لَّهُمْ خِلَافًا لِّلْمُعْتَزِلَةِ

کہ زندوں کا مردوں کے لئے دعا کرنا اور صدقہ و خیرات کرنا مردوں کیلئے نفع کا باعث ہے اور معتزلہ اس کے خلاف ہے

(صفحہ 107 مطبع گلزار خلیل، شرح فقہ اکبر صفحہ 156)

۱۴۔ امام اجل علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ صاحب مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ فرماتے ہیں:

اِتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى اَنَّ الْاَمْوَاتِ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ سَعْيِ الْاَحْيَآءِ

کہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ مردوں کو زندوں کے عمل سے فائدہ پہنچتا ہے۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ 157، مطبع حنفی: 1269ھ)

میت کے لئے نماز، روزہ اور حج کرنا

۱۵۔ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے والدین کے ساتھ جب کہ وہ زندہ تھے نیک سلوک کیا کرتا تھا۔ اب ان کی وفات کے بعد میں ان کے ساتھ کیسے نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا:

اِنَّ مِنَ الْبِرِّ (بَعْدَ الْبِرِ) اَنْ تُصَلِّیَ لَهُمَا مَعَ صَلٰوتِکَ وَاَنْ تَصُوْمَ لَهُمَا مَعَ صِیَامِکَ (شرح الصدور صفحہ 129)

اب تیرا ان کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے کہ تو اپنی نماز کے ساتھ ان کے لئے بھی (نفلی) نماز پڑھ اور اپنے روزوں کے ساتھ ان کے لئے بھی (نفلی) روزے رکھ۔

۱۶۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَیْهِ صِیَامٌ، صَامَ عَنْهُ وَلِیُّهٗ (مسلم شریف: 2692)

حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مر جائے اور اس کے ذمے روزے باقی ہوں تو اس کی طرف سے اس کا ولی روزے رکھے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک عورت آئی۔ اس نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ (ﷺ) میری ماں مر گئی ہے۔

اِنَّهٗ کَانَ عَلَیْهَا صَوْمُ شَهْرٍ، اَفَا صُوْمُ عَنْهَا؟ قَالَ: صُوْمِیْ عَنْهَا۔ قَالَتْ: اِنَّهَا لَمْ تَحُجَّ قَطُّ، اَفَاَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ حُجِّیْ عَنْهَا۔

(مسلم کتاب الصوم 2697، ابو داؤد کتاب الوصایا: 2877، مشکوٰۃ: 1955، ترمذی: 667)

اور ایک ماہ کے روزے اس کے ذمے تھے کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھوں؟ فرمایا ہاں، تو اس کی طرف سے روزے رکھ اس نے کہا میری ماں نے کبھی حج بھی نہیں کیا تھا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا۔ اس کی طرف سے حج بھی کر۔

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم ﷺ نے متوفی کی طرف سے نماز، روزہ، حج کرنے کا حکم دیا۔ ظاہر ہے کہ نماز، روزہ، حج کرنے والے زندوں کی عبادت سے ان مردوں کو نفع پہنچے گا جن کے لئے وہ کی گئی۔ اگر زندوں کی عبادت سے مردوں کو نفع نہ پہنچتا ہوتا تو حضور ﷺ کبھی اجازت نہ دیتے بلکہ فرما دیتے کہ تمہاری عبادت سے ان کو کوئی نفع نہیں پہنچے گا۔ لہٰذا ان کی طرف سے عبادت کرنا فضول ہے۔

۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ)

اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ، اَفَا حُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ حُجِّیْ عَنْهَا (بخاری شریف :1852)

میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ بغیر حج کیے مرگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تو اس کی طرف سے حج کر۔

دیکھئے ایک زندہ عورت پر واجب وضروری تھا کہ وہ حج کرے لیکن جب وہ حج ترک کر کے مرگئی تو حج اس کے ذمہ تھا جس کی طرف سے وہ ماخوذ اور مستحق سزا تھی مگر جب اس کے زندہ وارث کے ادا کرنے سے اس کی طرف سے وہ حج ادا ہو گیا تو وہ مواخذہ اور سزا سے رہا ہو گئی۔ پس معلوم ہوا کہ زندہ کے عمل سے مردہ کو نفع پہنچتا ہے۔ بشرطیکہ اس کو نفع پہنچانے کی نیت سے کیا جائے۔

۱۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ عَنْ وَّالِدَیْهِ بَعْدَ وَفَاتِهِمَا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِتْقًا مِّنَ النَّارِ وَكَانَ لِلْمَحْجُوْجِ عَنْهُمَا حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِّنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمَا شَیْءٌ۔ وَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا وَصَلَ ذُوْرَحِمٍ رَحْمَهٗ بِاَفْضَلَ مِنْ حَجَّةٍ

جو شخص اپنے والدین کی وفات کے بعد ان کی طرف سے حج کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور اس کو کامل حج کا ثواب ملتا ہے اور اس کے والدین کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

يَدْخُلُهَا عَلَيْهِ بَعْدَ مَوْتِهٖ فِیْ قَبْرِهٖ (شرح الصدور صفحہ 129، بیہقی شعب الایمان: 7912)

افضل ترین صلہ رحمی میت کی طرف سے حج کرنا ہے۔

۲۰۔ حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ عَنْ اَبَوَیْهِ وَلَمْ یَحُجَّا جَزٰی عَنْهُمَا وَبُشِّرَتْ اَرْوَاحُهُمَا فِی السَّمَآءِ وَ کُتِبَ عِنْدَ اللّٰهِ بَرًّا (شرح الصدور صفحہ 129)

جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے جنہوں نے حج نہ کیا ہو تو یہ حج ان کی طرف سے کافی ہوگا اور ان کی ارواح کو آسمانوں میں بشارت دی جائے گی اور یہ شخص (حج کرنے والا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرماں بردار لکھا جائے گا۔

۲۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ حَجَّ عَنْ مَّیِتٍ فَلِلَّذِیْ حَجَّ عَنْهُ مِثْلَ اَجْرِهٖ (شرح الصدور صفحہ 129)

جو شخص میت کی طرف سے حج کرے تو میت اور حج کرنے والے دونوں کو پورا پورا ثواب ملے گا۔

۲۲۔ مذہب حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ شریف میں ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَهٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَیْرِهٖ صَلٰوتًا اَوْ صَوْمًا اَوْ غَیْرُهَا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

کہ بے شک انسان اپنے عمل کا ثواب کسی دوسرے شخص کو پہنچا سکتا ہے خواہ نماز کا ہو یا روزہ کا ہو یا صدقہ وخیرات وغیرہ کا ہو۔ یہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

۲۳۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بعد از فروغ دوگانہ ثواب میر سید علی ہمدانی بخواند (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ 126)

بعد از فراغت دوگانہ پڑھے اور اس کا ثواب میر سید علی ہمدانی کو بخشے۔

میت کے لئے قرآن وفاتحہ خوانی کرنا

۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكَانَ لَهٗ بِعَدَدِ مَنْ فِيْهَا حَسَنَاتٍ

جو قبرستان میں داخل ہو اور سورۃ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ تمام قبر والوں سے تخفیف فرماتا ہے اور اس پڑھنے والے کو بقدر ان کی گنتی کے نیکیاں عطا فرماتا ہے۔

وَقَالَ الْقُرْطَبِيُّ فِيْ حَدِيْثِ اِقْرَءُوْا عَلٰى مَوْتَاكُمْ يٰسٓ هٰذَا يَحْتَمِلُ اَنْ تَكُوْنَ هٰذِهِ الْقِرَاءَةُ عِنْدَ الْمَيِّتِ فِيْ حَالِ مَوْتِهٖ وَيَحْتَمِلُ اَنْتَكُوْنَ عِنْدَ قَبْرِهٖ (شرح الصدور صفحہ 130)

اور علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے بارے میں (کہ تم اپنے مردوں پر یٰسین پڑھا کرو) فرمایا ہے کہ یہ حدیث اس کی بھی محتمل ہے کہ یہ قرأت میت کے نزدیک اس حال میں ہو کہ جب کہ وہ مر رہا ہو اور اس کی بھی محتمل ہے کہ اس کی قبر کے نزدیک ہو۔

۲۵۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِحْدٰى عَشَرَةَ مَرَّةً ثُمَّ وَهَبَ اَجْرَهٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ

(دارقطنی، درمختار قرأت المیتہ باب الدفن، شرح الصدور صفحہ 130)

جو شخص قبروں پر گزرا اور اس نے سورہ اخلاص کو گیارہ مرتبہ پڑھا۔ پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشا اس کو مردوں کی تعداد کے برابر اجر وثواب ملے گا۔

۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَ اَلْهَاكُمُ

جو شخص قبرستان جائے پھر ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد اور الھاکم

اَلتَّكَاثُرُ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ کَلَامِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کَانُوْا شُفَعَآءَ لَهٗ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی (شرح الصدور صفحہ 130)

التکاثر پڑھ کر کہے کہ اے اللہ! جو کچھ میں نے تیرے کلام سے پڑھا ہے اس کا ثواب میں نے ان قبروں والے مومنین اور مومنات کو بخشا تو وہ تمام مردے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لئے سفارش کرتے ہیں۔

۲۷۔امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کَانَتِ الْاَنْصَارُ اِذَا مَاتَ لَهُمُ الْمَیِّتُ اِخْتَلَفُوْا اِلٰی قَبْرِهٖ یَقْرَءُ وْنَ لَهُ الْقُرْآنَ (شرح الصدور صفحہ 130)

انصار کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کا کوئی مر جاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لئے قرآن پڑھتے۔

۲۸۔علامہ بدرالدین عینی (شارح صحیح بخاری) شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ مَا زَالُوْا فِیْ کُلِّ عَصْرٍ یَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ وَیَهْدُوْنَ ثَوَابَهٗ وَلَا یُنْکِرُ ذٰلِکَ مُنْکِرٌ فَکَانَ اِجْمَاعًا عِنْدَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

مسلمان ہر زمانہ میں قرآن پڑھ کر اس کا ثواب (مردوں) کو بخشتے رہے ہیں اور اس کا انکار منکر بھی نہیں کرتا اور اہل سنت و جماعت کا تو اس پر اجماع ہے۔

۲۹۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِذَا دَخَلْتُمُ الْمُقَابِرَ فَاقْرَءُ وْا بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَاجْعَلُوْا ذٰلِکَ لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّهٗ یَصِلُ اِلَیْهِمْ

(شرح الصدور صفحہ 130)

کہ جب تم مقابر یعنی قبرستان جاؤ تو سورۃ فاتحہ اور معوذتین اور سورۃ اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہل مقابر کو پہنچاؤ۔ کیونکہ وہ ان کو پہنچتا ہے۔

۳۰۔زعفرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنِّیْ سَاَلْتُ الشَّافِعِیَّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَنِ

میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا

الْقِرَاءَ ةِ عِنْدَ الْقَبْرِ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ
(شرح الصدور صفحہ 130)

کہ قبر پر قرآن پڑھنا کیسا ہے؟ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۱۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

يَسْتَحِبُّ لِزَآئِرِ الْقُبُوْرِ اَنْ يَّقْرَأَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَيَدْعُوْلَهُمْ عَقبَهَا نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الْاَصْحَابُ وَزَادَ فِيْ مَوْضِعِ اٰخرَوَ اِنْ خَتَمُوا الْقُرْاٰنَ عَلَى الْقَبْرِ كَانَ اَفْضَلُ (شرح الصدور صفحہ 130)

زائر قبور کے لئے مستحب یہ ہے کہ جتنا اس سے ہو سکے قرآن پڑھے اور اہل قبور کے لئے دعا کرے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر نص پیش کی ہے اور تمام شافعی حضرات اس پر متفق ہیں اور اگر قبر پر قرآن شریف ختم کیا جائے تو اور بھی افضل ہے۔

۳۲۔امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ الشَّيْخُ عِزُّ الدِّيْنَ بْنَ عَبْدِ السَّلَامِ يُفْتِيْ بِاَنَّهٗ لَا يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ ثَوَابَ مَا يُقْرَءُ لَهٗ فَلَمَّا تُوُفَّى رَاٰهُ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَهٗ اِنَّكَ كُنْتَ تَقُوْلُ اِنَّهٗ لَا يَصِلُ اِلَى الْمَيِّتِ ثَوَابَ مَا يُقْرَأُ وَيُهْدٰى اِلَيْهِ فَكَيْفَ الْاَمْرُ قَالَ لَهٗ كُنْتُ اَقُوْلُ ذٰلِكَ فِيْ دَارِ الدُّنْيَا وَالْاٰنَ فَقَدْ رَجَعْتُ عَنْهُ لَمَّا رَأَيْتُ مِنْ كَرَمِ اللّٰهِ فِيْ ذٰلِكَ وَاِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِ ثَوَاب ذٰلِك
(شرح الصدور صفحہ 123)

شیخ عز الدین بن عبدالسلام فتویٰ دیا کرتے تھے کہ میت کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں پہنچتا جب وہ فوت ہوئے تو ان کے بعض اصحاب نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میت کو قرأت قرآن کا ثواب و ہدیہ نہیں پہنچتا یہ بات کیسی ہے؟ فرمایا دنیا میں تو ایسا ہی کہا کرتا تھا۔ لیکن اب میں اس سے رجوع کر چکا ہوں کیونکہ میں نے یہاں آ کر دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے۔

۳۳۔امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَاَمَّا الْقِرَاءَ ةُ عَلَی الْقَبْرِ فَجزَمَ بِمَشْرُوعِیَّتِهَا اَصْحَابُنَا وَغَیْرُهُمْ (شرح الصدور صفحہ 130)

اور رہا قبروں پر قرآن شریف پڑھنا تو اس کی مشروعیت پر ہمارے اصحاب اور ان کے سوا اور علماء نے جزم کیا ہے۔

۳۴۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کبار میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی، اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے جو انہوں نے قبروں والوں کو بھیجا ہے، میں نے کہا تمہیں خدا کی قسم مجھے بتاؤ مسلمانوں نے کیا تحفہ بھیجا ہے؟

قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَامَ فِیْ هٰذِهِاللَّیْلَةِ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْءَ وَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَقَرَأَ فِیْهِمَا فَاتِحَةَ الْکِتَابِ وَقُلْ یآ اَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ وَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ قَدْ وَهَبْتُ ثَوَابَهَا لِاَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَیْنَا الضِّیَآءِ وَالنُّوْرِ وَالْفُسْحَةِ وَالسُّرُوْرِ فِی الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔قَالَ مَالِکٌ فَلَمْ اَزَلْ اَقْرَؤُ هُمَافِیْ کُلِّ لَیْلَةِ جُمْعَةٍ فَرَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِیْ مَنَامِیْ یَقُوْلُ لِیْ یَا مَالِکُ ابْنَ دِیْنَارٍ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَکَ بِعَدَدِ النُّوْرِ الَّذِیْ اَهْدَیْتَهٗ اِلٰی اُمَّتِیْ وَلَکَ ثَوَابُ ذٰلِکَ ثُمَّ قَالَ لِیْ وَبَنَی اللّٰهُ

اس نے کہا ایک مومن مرد نے اس رات اس قبرستان میں قیام کیا تو اس نے وضو کر کے دو رکعتیں پڑھیں اور ان دو رکعتوں میں سورہٗ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھا اور کہا اے اللہ! ان دو رکعتوں کا ثواب میں نے ان تمام قبروں والے مومنین کو بخشا پس اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ روشنی اور نور بھیجا ہے اور ہماری قبروں میں کشادگی و فرحت پیدا فرما دی ہے حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں اس کے بعد میں ہمیشہ دو رکعتیں پڑھ کر ہر جمعرات میں مومنین کو بخشتا۔ ایک رات میں نے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا، فرمایا:

لَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ فِیْ قَصْرٍ یُّقَالُ لَہُ الْمُنِیْفُ قُلْتُ وَمَا الْمُنِیْفُ؟ قَالَ الْمَطَلُ عَلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ

(شرح الصدور صفحہ 128)

اے مالک بن دینار! بے شک اللہ نے تجھ کو بخش دیا۔ جتنی مرتبہ تو نے میری امت کو نور کا ہدیہ بھیجا ہے اور اتنا ہی اللہ نے تیرے لئے ثواب کیا ہے اور نیز اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے جنت میں ایک مکان بنایا ہے جس کا نام منیف ہے۔ میں نے عرض کیا منیف کیا ہے؟ فرمایا جس پر اہل جنت بھی جھانکیں۔

۳۵۔ حضرت حماد مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ اہل قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کیا قیامت قائم ہوگئی ہے؟

قَالُوْا لَا! وَلٰکِنْ رَجُلٌ مِّنْ اِخْوَانِنَا قَرَأَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَجَعَلَ ثَوَابَھَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُہٗ مُنْذُ سَنَۃٍ

(شرح الصدور صفحہ 130)

انہوں نے کہا کہ نہیں۔ بلکہ ہمارے ایک مسلمان بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں بخشا ہے جس کو ہم ایک سال سے بانٹ رہے ہیں۔

۳۶۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پس ازاں سی صد و شصت مرتبہ سورہ الم نشرح خوانند پس باز دعاء مذکور سی صد و شصت بار بخوانند، پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند ویرا قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند و حاجت از خدا تعالیٰ سوال نمایند ہمیں طور ہر روز بخوانده باشد انشاء اللہ تعالیٰ در ایام

اس کے بعد تین سو ساٹھ مرتبہ سورۂ الم نشرح لک، پھر تین سو ساٹھ بار وہی دعا مذکورہ پڑھے، پھر دس مرتبہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے۔ اسی طرح سے ہر روز کرے

معدود مقصد بحصول انجامد — انشاء اللہ چند یوم میں مقصد حاصل ہوگا۔
(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ 100، مطبوعہ دہلی 1344ھ)

۳۷۔ یہی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

وَيُقْرَأُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ لِوَ الِدَيْهِ ثُمَّ لِشَيْخِهٖ وَلِاُسْتَاذِهٖ ثُمَّ لِاَ صْحَابِهٖ وَلِاِخْوَانِهٖ وَيُرُوْحُ اَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اور کچھ قرآن پڑھے اور والدین و پیرو استاد اور اپنے دوستوں اور بھائیوں اور سب مومنین اور مؤمنات کی ارواح (طیبہ) کو ثواب بخشے۔

(انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، صفحہ 116)

۳۸۔ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جمہور فقہاء حکم کردہ اند کہ ثواب قرأت قرآن و اعتکاف وغیرہ ہر عبادت بمیت می رسد و بہ قال ابو حنیفہ و مالک و احمد و حافظ شمس الدین بن عبد الواحد گفتہ اند کہ از قدیم در شہر مسلمانان جمع می شوند و برائے اموات قرآن مجید می خوانند پس اجماع شدہ

(تذکرۃ الموتی والقبور صفحہ 36، مطبع مجتبائی دہلی 1331ھ)

کہ تمام فقہاء کرام نے حکم کیا ہے کہ قرآن مجید پڑھنے اور اعتکاف کرنے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک و امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں اور حافظ شمس الدین بن عبد الواحد نے فرمایا ہے کہ مسلمان قدیم سے شہر میں جمع ہو کر مردوں کے لئے قرآن خوانی کرتے ہیں۔ پس اس پر اجماع ہے۔

۳۹۔ شیخ المحدثین علامہ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آرے زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشاں بایصال ثواب و تلاوت قرآن و دعائے خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علماء (فتاویٰ عزیزی)

ہاں صالحین کی قبروں کی زیارت اور ان کی قبروں سے برکت حاصل کرنا اور ایصال ثواب، تلاوت قرآن، دعائے خیر، تقسیم طعام و شیرینی سے ان کی مدد کرنا بہت ہی

بہتر اور خوب ہے اور اس پر علمائے امت کا اجماع ہے۔

میت کے لئے تسبیح وکلمہ پڑھنا

۴۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ان کو قبر میں اتار کر ان پر مٹی ڈال دی گئی۔ بعد ازاں حضور اکرم ﷺ نے تکبیر و تسبیح پڑھنا شروع کر دی ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھنا شروع کر دیا۔ دیر تک پڑھتے رہے۔

فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ (مشکوۃ حدیث نمبر 135)

تو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی؟ فرمایا اس نیک بندہ پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی ہماری یہ تسبیح و تکبیر کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو فراخ کر دیا ہے۔

اس حدیث سے حضور اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا قبر پر تسبیح و تکبیر پڑھنا اور ان کی تسبیح و تکبیر سے صاحب قبر کو فائدہ پہنچنا اظہر من الشّمس ہے اگر غور کیا جائے تو اس سے بعد از دفن قبر پر اذان کہنے کا مسئلہ بھی سمجھ میں آسکتا ہے۔

۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک پیشاب کرنے کے وقت چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا۔

ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطَبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ كُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَةٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ: لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبِسَا

پھر آپ نے کھجور کی ایک تر شاخ لی اور درمیان سے چیر کر اس کے دو حصے کر کے دونوں قبروں پر گاڑ دیئے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا اس لئے کہ جب

تک یہ شاخیں ہری رہیں گی ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔ (بخاری حدیث نمبر 1316، مسلم: 677، مشکوٰۃ: 338، نسائی: 2071، مسند اسحٰق بن راہویہ: 871، ابوداؤد: 20)

اس حدیث میں چند باتیں قابل غور ہیں۔ **اول**، یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عالم برزخ کا حال بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ **دوم**، یہ کہ وہ قبر والے اپنی زندگی میں جس گناہ کا ارتکاب کر کے گرفتار عذاب ہوئے تھے آپ کو اس کا علم تھا۔ **سوم**، یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تر شاخیں قبر پر رکھ کر ان کو تخفیف عذاب کا باعث قرار دیا۔

اب سوال یہ ہے کہ تخفیف عذاب کا باعث صرف وہ شاخیں تھیں یا کچھ اور صرف شاخوں کو قرار دیا جائے تو سوکھنے کے بعد بھی شاخوں کا قبر پر ہونا باعث تخفیف عذاب ہونا چاہیے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ معلوم ہوا کہ تخفیف عذاب کا باعث صرف وہ شاخیں ہی نہیں بلکہ ان کی تسبیح ہے جو وہ پڑھتی ہیں۔ کیوں کہ وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ (الآیہ) ہر چیز اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہے اور چونکہ شاخوں کا سوکھ جانا ان کی موت ہے اور موت سے تسبیح موقوف ہوگئی لہٰذا ثابت ہوا کہ تخفیف عذاب کا باعث شاخوں کی تسبیح تھی۔ جب شاخوں کی تسبیح باعث تخفیف عذاب قبر ہے تو بندوں کی تسبیح بھی یقیناً باعث تخفیف عذاب قبر ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیث سے ثابت ہے۔

نیز یہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر پھول ڈالنا جائز ہے کیوں کہ کھجور کی شاخوں کی طرح تروتازہ پھول وغیرہ بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شاخیں اس لئے رکھیں کہ ان سے عذاب میں تخفیف ہوجائے۔ تم جو اولیاء اللہ کی قبروں پر پھول ڈالتے ہو تو معلوم ہوا کہ تم بھی ان کو گرفتارِ عذاب سمجھتے ہو۔ اس لئے پھول ڈالتے ہو کہ ان کے عذاب میں کمی ہوجائے۔

تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ تسبیح صرف ان لوگوں ہی کو مفید نہیں جو گرفتار عذاب ہوں بلکہ ان کو بھی مفید ہے جو غریق رحمت ہو۔ اگر تسبیح گرفتار عذاب کے لئے تخفیف عذاب کا باعث ہے تو غریق رحمت کے لئے خوشی و مسرت اور رفع درجات کا باعث ہے۔ چناں

چہ بہت سے صحابہ کرام اور بزرگان دین نے بوقت وفات وصیتیں کی ہیں کہ ہماری قبروں پر کھجور کی تر شاخیں رکھا کرنا نہیں معلوم یہ منکرین ان پاک لوگوں کے متعلق کیا گمان کریں گے؟ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''قبر پر پھول اور خوشبو والی کوئی چیز رکھنا صاحب قبر کی روح کی مسرت کا باعث ہے اور یہ شرعاً ثابت ہے''۔

(فتاویٰ عزیزی اول ملخصاً)

۴۲۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بیاران و دوستاں فرمایند کہ ہفتاد ہزار بار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ بروحانیت مرحومی خواجہ محمد صادق بروحانیت مرحومہ ہمشیرہ ام کلثوم بخوانند و ثواب ہفتا دہزار بار رابروحانیت یکے بخشند و ہفتا دہزار بار دیگر رابروحانیت دیگرے از دوستاں دعاؤ فاتحہ مسئول است (مکتوبات شریف)

یاروں اور دوستوں سے کہہ دیں کہ ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ مرحومی خواجہ محمد صادق کی روحانیت کے لئے اور ستر ہزار باران کی ہمشیرہ مرحومہ ام کلثوم کی روحانیت کے لئے پڑھیں اور ستر ہزار کلمہ کا ثواب ایک کی روح کو اور ستر ہزار کلمہ کا ثواب دوسرے کی روح کو بخشیں، دوستوں سے فاتحہ اور دعا کے لئے التماس ہے۔

۴۳۔ جناب محمد قاسم نانوتوی مزعومہ بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں۔

''حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لاکھ پانچ ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا۔ یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کی اطلاع نہ کی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اب میں اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپ نے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی''۔ (تحذیر الناس صفحہ 34، مطبع قاسمی، دیوبند)

مالی عبادات

میت کے لئے صدقہ وخیرات کرنا

۴۴۔ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میری ماں وفات پا گئی ہے اور اس نے بوقت وفات کچھ وصیت نہیں کی۔

فَهَلْ لَّهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ؟ قَالَ نَعَمْ

(مشکوٰۃ: 1950، مسلم کتاب الزکوٰۃ: 2326، بخاری کتاب الوصایا: 1388، موطا امام مالک، ابوداوٗد: 2882، ابن ماجہ: 2717)

اگر میں صدقہ کروں تو کیا اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔

۴۵۔حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ یَنْفَعُهَا اَنْ اَتَصَدَّقَ عَنْهَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ فَقَالَ حَائِطٌ کَذَا وَکَذَا صَدَقَةٌ عَنْهَا

(بخاری 2756، نسائی کتاب الوصایا 3680، موطا، کتاب الاقضیہ صفحہ 130 جلد 2 مطبوعہ مصر 1951ء)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہاں پہنچے گا! حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر میرا فلاں باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

۴۶۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری ماں مر گئی ہے۔

اَفَیَنْفَعُهَا اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ: نَعَمْ قَالَ فَاِنَّ لِیْ مَخْرَفًا فَاُشْهِدُکَ اِنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا

(ترمذی کتاب الزکوٰۃ حدیث نمبر 669، نسائی: 3685، مسند اسحٰق بن راہویہ: 974)

اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں پہنچے گا۔ اس نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اس کی طرف سے صدقہ کر دیا۔

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ مرنے والے کے متعلقین میں سے اگر کوئی صدقہ و خیرات اس نیت سے کرے کہ اس سے مردہ کو نفع پہنچے تو مردے کو یقیناً نفع پہنچتا ہے۔

۷۴۔ حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری ماں مرگئی ہے۔

فَاَیُّ الصَّدَقَۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ الْمَاءُ، فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ: ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ

(ابوداؤد کتاب الزکوۃ حدیث نمبر 1681)

تو کون سا صدقہ افضل ہے (جو ماں کے لئے کروں) فرمایا پانی کا۔ تو حضرت سعد نے کنواں کھدوایا۔ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

اس حدیث میں یہ بات نہایت ہی قابل غور ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی فرما رہے ہیں ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْد کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے یعنی ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے بنوایا گیا ہے۔ اس سے صراحۃً ثابت ہوا کہ جس کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کوئی صدقہ و خیرات کی جائے اگر اس صدقہ اور خیرات اور نیاز پر مجازی طور پر اس کا نام لیا جائے یعنی یوں کہا جائے کہ یہ سبیل حضرت امام حسین اور شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے لئے ہے۔ یا یہ کھانا، یا یہ نیاز صحابہ کبار یا اہل بیت اطہار، یا غوث اعظم، یا خواجہ غریب نواز کے لئے ہے۔ تو ہرگز ہرگز اس سبیل کا پانی اور وہ کھانا و نیاز وغیرہ حرام نہ ہوگا۔ ورنہ پھر یہ بھی کہنا پڑے گا کہ اس کنوئیں کا پانی حرام تھا حالانکہ اس کنوئیں کا پانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعد میں تابعین، تبع تابعین اور اہل مدینہ نے پیا۔ کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ان سب مقدس حضرات نے حرام پانی پیا تھا؟ معاذ اللہ کوئی مسلمان ہرگز ایسا نہیں کہہ سکتا۔ جس کنوئیں کے پانی کے متعلق یہ کہا گیا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔ اس کنوئیں کا پانی نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم اور صحابہ کرام کے نزدیک حلال وطیب ہے تو جس سبیل کے پانی کے متعلق یہ کہا جائے کہ یہ امام حسین اور شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے لئے ہے یا یہ نیاز وغیرہ فلاں مومن کے لئے ہے تو وہ بھی تمام مسلمانوں کے نزدیک حلال وطیب ہے۔

۴۸۔حضرت صالح بن درہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حج کے واسطے مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا تمہارے شہر بصرہ کے قریب ایک بستی ہے جس کا نام اُبُلّہ ہے اس میں ایک مسجد عشار ہے لہٰذا تم میں سے کون میرے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ اس مسجد میں میرے لئے دو یا چار رکعتیں پڑھے؟

وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَ بِیْ هُرَيْرَةَ

اور کہے کہ یہ رکعتیں ابو ہریرہ کے واسطے ہیں۔

(مشکوٰۃ:5434، ابوداؤد:4308)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے سنا آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے شہداء کو اٹھائے گا جو شہدائے بدر کے ساتھ ہوں گے۔

اس حدیث میں غور فرمایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ایک جلیل القدر صحابی فرما رہے ہیں کہ میرے لئے نماز پڑھنا اور یوں کہنا هٰذِهٖ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ کہ یہ نماز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے ہے یعنی اس کا ثواب ابو ہریرہ کے لئے ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ عبادت بدنی کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچایا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

یہ بھی یاد رہے کہ نماز ایک خاص عبادت ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اس کے متعلق بھی فرمایا کہ یوں کہنا کہ یہ ابو ہریرہ کے لئے ہے۔ معلوم ہوا کہ جس عبادت کا ثواب جس کو پہنچانا ہو اس کا نام لے۔ یعنی یوں کہے۔ کہ یہ فلاں کے لئے ہے تو جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مقامات جو فضیلت و شرف رکھتے ہیں وہاں عبادت و نیکی کرنا بہت ہی باعث فضیلت اور موجب اجر و ثواب ہے۔

۴۹۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُكُمْ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا فَلْيَجْعَلْهَا عَنْ اَبَوَيْهِ فَيَكُوْنُ لَهُمَا اَجْرُهُمَا وَلَا يَنْتَقِصُ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا

(طبرانی اوسط، شرح الصدور صفحہ 129)

جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو چاہیے کہ اپنے والدین کو ثواب پہنچائے پس اس صدقہ کا ثواب ان دونوں کے لئے بھی پورا ہو گا اور صدقہ کرنے والے

کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔

۵۰۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کے مرجانے کے بعد اس کے گھر والے اس کے لئے صدقہ وخیرات کرتے ہیں تو جبریل امین اس صدقہ وخیرات کو ایک نورانی طبق میں رکھ کر مرنے والے کی قبر پر لے جا کر کہتے ہیں۔

يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيقِ هٰذِهٖ هَدِيَّةٌ اَهْدَاهَا اِلَيْکَ اَهْلُکَ فَاقْبِلْهَا فَتَدْخُلُ عَلَيْهِ فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ وَيَحْزُنُ جِيْرَانُهُ الَّذِيْنَ لَا يُهْدٰى اِلَيْهِمْ شَیْءٌ (شرح الصدور صفحہ 129)

اے گہری قبر والے یہ ہدیہ وتحفہ تیرے گھر والوں نے تجھے بھیجا ہے تو اس کو قبول کر، تو وہ قبر والا اس کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور (دوسروں کو) خوش خبری دیتا ہے اس کے ہمسائے جن کی طرف ان کے گھر والوں کی طرف سے کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا غمگین وافسردہ ہوتے ہیں۔

۵۱۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے پوچھا کہ ہم اپنے مردوں کے لئے دعائیں اور ان کی طرف سے صدقات وخیرات اور حج وغیرہ کرتے ہیں کیا یہ چیزیں مردوں کو پہنچتی ہیں؟

فَقَالَ اِنَّهٗ يَصِلُ اِلَيْهِمْ وَيَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالْهَدِيَّةِ (مسند امام احمد)

آپ نے فرمایا بے شک یہ چیزیں ان کو پہنچتی ہیں اور وہ ان سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ہدیہ سے خوش ہوتے ہو۔

۵۲۔علامہ علاؤالدین علی بن محمد البغدادی صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ الصَّدَقَةَ عَنِ الْمَيِّتِ تَنْفَعُ الْمَيِّتَ وَيَصِلُهٗ ثَوَابُهَا وَهُوَ اِجْمَاعُ الْعُلَمَاءِ (تفسیر خازن)

بلاشبہ وشک میت کی طرف سے صدقہ دینا میت کے لئے نافع ومفید ہے اور اس صدقہ کا میت کو ثواب پہنچتا ہے اور اس پر

علماء کا اجماع ہے۔

۵۳۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند و بخورانند مضائقہ نیست جائز است واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود اغنیاء اہم خوردن جائز است

(زبدۃ النصائح صفحہ 132)

دودھ چاول (کھیر) کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکانے اور کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جائز ہے اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مال داروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

۵۴۔شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وطعامیکہ آں نیاز حضرت امامین نمانند برآں قل وفاتحہ ودرود خواندن متبرک می شود وخوردن اوبسیار خوبست (فتاویٰ عزیزی)

وہ کھانا جو حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی نیاز کے لئے پکایا جائے اور اس پر قل و فاتحہ و درود پڑھا جائے وہ متبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔

۵۵۔جناب اسمٰعیل دہلوی تقویۃ الایمان والے فرماتے ہیں:

پس ہر عبادتیکہ از مسلمان ادا شود وثواب آں بروح کسے ازگز شتگان برساند و طریق رسانیدن آن دعاء خیر بجناب الٰہی است پس ایں خود البتہ بہتر و مستحسن است...... و در خوبی این قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا واعراس و نذر و نیاز اموات شک وشبہ نیست

(صراط مستقیم صفحہ 55 مطبوعہ مجتبائی دہلی 1308ھ)

پس ہر وہ عبادت جو مسلمان ادا کرے اور اس کا ثواب کسی گزرے ہوئے کی روح کو پہنچائے اور اس کے لئے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرے تو یہ بہت ہی بہتر اور خوب ہے اور رسوم میں فاتحہ پڑھے، عرس کرنے، مردوں کی نذر و نیاز کرنے کی رسموں کی خوبی میں شک وشبہ نہیں ہے۔

۵۶۔دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

نہ پندا رند کہ نفع رسانیدن باموات باطعام و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ ایں معنی بہتر وافضل ست (صراط مستقیم صفحہ 64)

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام نہیں ہے کیونکہ یہ بات بہتر اور افضل ہے۔

۵۷۔جناب اشرف علی تھانوی کا ایصال ثواب کے متعلق فتویٰ ملاحظہ ہو۔

''سوال: ایصال ثواب کی نسبت بعض وقت خدشہ گزرتا ہے کہ اگر نیک اعمال کا ثواب دوسروں کی روح کو بخشا جائے تو بخشنے والے کے لئے کیا نفع ہوا۔البتہ مردوں کو اس سے نفع پہنچتا ہے۔حضور اس خدشہ کو رفع فرمادیں تو فدوی کو اطمینان ہوجاوے گا۔

الجواب: فِیْ شَرْحِ الصُّدُوْرِ بِتَخْرِیجِ الطَّبْرَانِیْ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَصَدَّقَ اَحَدُکُمْ بِصَدَقَۃٍ تَطَوُّعًا فَلْیَجْعَلَھَا عَنْ اَبَوَیْہِ فَیَکُوْنُ لَھُمَا اَجْرُھُمَا وَلَا یَنْتَقُصُ مِنْ اَجْرِہٖ شَیْئًا۔

یہ حدیث نص ہے اس میں کہ ثواب بخش دینے سے بھی عامل کے پاس پورا ثواب رہتا ہے اور صحیح مسلم کی حدیث مَنْ سَنَّ سَنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرِمَّنْ عَمَلٍ بِھَامِنْ غَیْرِاَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَجْرٍ شَیْئًا اَوْکَمَا قَالَ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے''۔

(امدادالفتاویٰ جلد 5 صفحہ 399 مطبوعہ تھانہ بھون 1347ھ)

میت کے لئے قربانی و بردہ آزاد کرنا

۵۸۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کرکے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (ﷺ)

اے اللہ! اس کو میری اور میری آل کی طرف سے اور میری امت کی طرف سے قبول فرما۔

(مسلم:5091،ابوداؤد کتاب الاضاحی:2792)

۵۹۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح کر کے فرمایا:

هٰذَا عَنِّیْ وَ عَمَّنْ لَّمْ یُضَحِّ مِنْ اُمَّتِیْ
(ابوداؤد کتاب الاضاحی حدیث نمبر 2810، ترمذی 1521)

یہ قربانی میری اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے ہے جس نے قربانی نہیں کی۔

۶۰۔ حضرت حنش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو قربانیاں کرتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ آپ دو قربانیاں کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا:

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ صَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْہُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْہُ
(ترمذی: 1495، ابو داؤد: 2790، مسند احمد: 843)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ایک قربانی ان کی طرف سے کیا کروں۔ لہٰذا ایک اپنی اور ایک ان کی طرف سے کرتا ہوں۔

ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ ایک کا عمل دوسرے کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنی آل اور امت کی طرف سے قربانی کی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کرنے کی وصیت فرمائی ہے اور پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اس پر عمل پیرا ہونا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ زندہ کا عمل جو وفات پانے والے کے لئے کیا جائے وہ مفید و نافع ہے۔

۶۱۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَعْتِقُ عَنْ اَبِیْ وَقَدْمَاتَ؟ قَالَ نَعَمْ
(شرح الصدور صفحہ 129)

کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میرا باپ فوت ہو چکا ہے کیا میں اس کی طرف سے بردہ آزاد کروں؟ فرمایا ہاں۔

۶۲۔ حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ

کہ حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضرت علی

عَنۡهُمَا كَانَا يُعۡتِقَانِ عَنۡ عَلِيٍّ بَعۡدَ مَوۡتِهٖ (شرح الصدور صفحہ 129) رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ان کی طرف سے بردے آزاد کیا کرتے تھے۔

صدقہ جاریہ

۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مومن جب انتقال کرتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ مگر سات چیزوں کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ **اول**، اگر اس نے کسی کو علم دین سکھایا تو اس کو برابر ثواب ملتا رہے گا۔ جب تک وہ علم دنیا میں جاری رہے گا۔ **دوم**، یہ کہ اس کی نیک اولاد ہو، جو اس کے حق میں دعا کرتی رہے۔ **سوم**، یہ کہ وہ قرآن شریف چھوڑ گیا ہو۔ **چھارم**، یہ کہ اس نے مسجد بنوائی ہو۔ **پنجم**، یہ کہ اس نے مسافروں کے لئے آرام کے لئے مسافر خانہ بنوایا ہو۔ **ششم**، یہ کہ اس نے کنواں یا نہر وغیرہ کھدائی ہو۔ **ھفتم**، یہ کہ اس نے اپنی زندگی میں صدقہ دیا ہو تو یہ چیزیں جب تک موجود رہیں گی اس کو ثواب ملتا رہے گا۔

(شرح الصدور صفحہ 127، ابن ماجہ حدیث نمبر 242)

ان دلائل حقہ سے اظہر من الشّمس ہو گیا کہ زندوں کی بدنی، مالی اور مرکب عبادت کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور اس پر امت کا اجماع و اتفاق ہے۔ بشرطیکہ ثواب پہنچانے کی نیت ہو۔ یہ ایصال ثواب گنہ گاروں کے لئے عفو و بخشش اور نیکو کاروں کے لئے رفع درجات اور خوشی و مسرت کا موجب ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ ثواب پہنچانے والے کو بھی پورا پورا اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔

سوئم، ساتواں، گیارہویں، چہلم، عرس یا برسی کرنا

جب آپ نے مسئلہ ایصال ثواب کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو یہ بھی جان لیجئے کہ گیارہویں، کونڈے، سبیل، سوئم، ساتواں، چہلم اور برسی وغیرہ یہ سب ایصال ثواب کے نام ہیں اور ایصال ثواب قرآن و حدیث سے ثابت ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ تو اب ان کے جائز ہونے میں کیا شبہ رہا۔

میت پر تین دن خاص کر سوگ کیا جاتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا تین دن سوگ کیا ہے۔ اب اٹھنے سے پہلے چند گھر کے افراد مل کر کچھ صدقہ کرو۔ کچھ پڑھو اور اس کا ثواب میت کی روح کو پہنچا کر اٹھو۔ اس کا نام سوئم یا تیجا مشہور ہو گیا اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تیجا ہوا۔ چناں چہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

روز سوئم کثرت ہجوم مردم آنقدر بود کہ بیروں از حساب ست، ہشتاد و یک کلام اللہ بشمار آمدہ زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست (ملفوظات عزیزی صفحہ 55)

کہ تیسرے دن لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ شمار سے باہر ہے۔ اکیاسی بار کلام اللہ ختم ہوئے بلکہ اس سے بھی زیادہ ہوئے ہوں گے اور کلمہ طیبہ کا تو اندازہ ہی نہیں کہ کتنا پڑھا گیا۔

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمَوْتٰی یُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ سَبْعًا فَکَانُوْا یَسْتَحِبُّوْنَ اَنْ یُّطْعَمَ عَنْھُمْ تِلْکَ الْاَیَّامِ (شرح الصدور صفحہ 57، ابونعیم فی الحلیۃ، امام احمد فی الزہد)

کہ بے شک مردے سات روز تک اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں تو صحابہ کرام سات روز تک ان کی جانب سے کھانا کھلانا مستحب سمجھتے تھے۔

چناں چہ شیخ المحدثین حضرت شاہ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وتصدق کردشود از میت بعد رفتن او از عالم تا ہفت روز (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ 716 جلد 1، مطبوعہ نول کشور 1936ء)

اور میت کے مرنے کے بعد سات روز تک صدقہ کرنا چاہیے۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ میت کی روح کو چالیس دن تک اپنے گھر اور مقامات سے خاص تعلق رہتا ہے جو بعد میں نہیں رہتا۔ چناں چہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن پر چالیس روز تک زمین کے وہ ٹکڑے جن پر وہ خدا تعالیٰ کی عبادت و اطاعت کرتا تھا اور آسمان کے وہ دروازے جن سے کہ اس کے عمل چڑھتے تھے اور وہ کہ جن سے اس کی روزی اترتی تھی، روتے رہتے ہیں۔ (شرح الصدور صفحہ 124)

اسی لئے بزرگان دین نے چالیسویں روز بھی ایصال ثواب کیا کہ اب چونکہ وہ خاص تعلق منقطع ہو جائے گا لہٰذا ہماری طرف سے روح کو کوئی ثواب پہنچ جائے تا کہ وہ خوش ہو اور ان سب کی اصل یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے تیسرے، دسویں، چالیسویں دن اور چھٹے مہینے اور سال کے بعد صدقہ دیا۔

(کذا فی الانوار الساطعۃ معزیا الی مجموعۃ الروایات حاشیۃ خزانۃ الروایات)

معلوم ہوا کہ یہ مروجہ تیجا، ساتواں، چہلم اور گیارہویں وغیرہ دراصل ایصال ثواب کے نام ہیں جو کہ جائز ہیں۔ ان کو بدعت سیئہ یا لغویات وغیرہ کہنا گمراہی ہے۔

کھانا آگے رکھ کر کلام الٰہی پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو میری والدہ (ام سلیم) نے کھانا بطور تحفہ وہدیہ پکایا اور میرے ہاتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرا اسلام کہنا اور عرض کرنا کہ اس موقع پر یہی جو کچھ ہے اسے قبول فرمالیں وہ کھانا لے کر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچا اور والدہ کا سلام و پیام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انس اسے رکھ دے اور فلاں فلاں کو بلا! میں بلاتا گیا یہاں تک کہ تین سو آدمی جمع ہو گئے۔

فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَاشَآءَ

تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کھانے پر اپنا دست مبارک رکھا اور جو چاہا پڑھا۔

بس پھر کیا تھا وہ کھانا اس قدر بابرکت ہوا کہ لوگ شکم سیر ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یہ جو باقی ہے اسے لے جا! میں نے جب اس بقیہ کھانے کو دیکھا تو اندازہ نہ کر سکا کہ جو میں لایا تھا وہ زیادہ تھا یا یہ زیادہ ہے۔ (بخاری 5163، مسلم 3508، مشکوٰۃ: 5913)

دیکھئے اس حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا آگے رکھ کر اس پر جو چاہا پڑھا اور اس میں بہت زیادہ برکت ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو بھوک نے

بہت ستایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشکر اسلام سے بچا ہوا توشہ منگوا کر دعائے برکت فرمایئے! چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دسترخوان بچھوا کر بچا ہوا کھانا منگوایا۔ صحابہ کرام میں سے کوئی مٹھی بھر کھجوریں، کوئی روٹی کا ٹکڑا اور کوئی باقلا وغیرہ۔ غرض کہ جو کچھ کسی کے پاس بچا کھچا تھا وہ لے آیا اور دسترخوان پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہوگئیں۔

فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ: خُذُوْا فِيْ اَوْعِيَتِكُمْ (مشکوٰۃ:5912، مسلم:135)	تو اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعاء فرمائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے توشے دان بھرلو۔

چناں چہ ان چیزوں میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام لشکر اسلام نے اپنے توشہ دان بھر لئے اور پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا پھر بھی بچ رہا تو پھر فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہوں۔

اس حدیث سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سامنے کھانا رکھ کر دعائے برکت فرمانا ثابت ہے، اگرچہ اس مضمون کی اور بھی احادیث ہیں مگر بخوف طوالت انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا سامنے رکھ کر اس پر کچھ پڑھا بھی ہے اور دعا بھی فرمائی ہے، معلوم ہوا کہ کھانا آگے رکھ کر اس پر کلام پڑھنا، اور دعا کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے لہٰذا جائز ہے۔

مسئلہ ایصال ثواب ہدیہ قارئین ہے، امید ہے قارئین کرام ان دلائل حقہ کو بنظر غور پڑھنے کے بعد ایصال ثواب کی اہمیت کو سمجھیں گے اور ان لوگوں کی تنگ نظری اور مبلغ علم کا بھی اندازہ لگالیں گے جو فاتحہ خوانی کو لغویات اور بدعت سیئہ کہہ کر لوگوں کو اس سے روکتے ہیں اور محض بے علمی اور تعصب کی وجہ سے کہا کرتے ہیں کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں!

فاتحہ خوانی اور ثواب رسانی کا طریقہ

ثواب پہنچانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا ثواب پہنچانا کسی کو منظور ہو تو اس عبادت سے فارغ ہو کر یوں کہے کہ اے اللہ پاک اس عبادت کو قبول فرما اور اس کا ثواب

بطفیل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فلاں شخص کی روح کو پہنچا۔

عام طور پر فاتحہ خوانی یوں ہوتی ہے

پہلے کوئی سورۃ یا کوئی رکوع پڑھ کر بعد میں ایک مرتبہ سورۂ کافرون، تین مرتبہ سورۂ اخلاص، ایک مرتبہ سورۂ فلق، ایک مرتبہ سورۂ ناس، پھر ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ اور پھر سورۂ بقرہ کی پہلی آیتیں هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھی جاتی ہیں۔ پھر یہ آیات پڑھی جاتی ہیں اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ○ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○ وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا○ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا○ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا○ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَصْحَابِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْکَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ، سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ﴿۱۸۱﴾ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ یہ پڑھ کر یوں دعا کرے:

اے اللہ! اس کلام کا ثواب اور اگر کوئی شیرینی یا کھانا وغیرہ بھی ہو تو پھر یوں کہے، اے اللہ! اس پاک کلام اور اس کھانے یا شیرینی وغیرہ کا ثواب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہماری طرف سے ہدیۃً وتحفۃً پہنچا پھر ان کے صدقے اور ان کی وساطت سے ان کی آل پاک اور ان کے اصحاب پاک اور ان کی ازواج مطہرات، تابعین، اولیائے عظام، اماموں، عالموں، بزرگوں اور جمیع مومنین ومومنات کی روح کو پہنچا اور خصوصاً فلاں کی روح کو ثواب پہنچا۔

مختصر کرنا ہو تو ایک بار سورۂ فاتحہ، تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ زیادہ ثواب

پہنچانا منظور ہوتو پہلے ایک بار یا چند بار کلام پاک پڑھے یا جتنا ہو سکے پڑھ لیا جائے اور ثواب پہنچادیا جائے۔

عوام میں اس کا نام ہے فاتحہ چناں چہ کہا جاتا ہے کہ آج فلاں بزرگ کی فاتحہ ہے۔ فاتحہ تو نام ہے الحمد شریف کا، چوں کہ الحمد شریف اس وقت پڑھی جاتی ہے اس لئے اس عمل کا نام فاتحہ مشہور ہو گیا گویا کہ **تسمية الكل باسم الجزء** کے قبیل سے ہو گیا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○ بحرمة سيد المرسلين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ○

خادم اہل سنت

محمد شفیع الخطیب اوکاڑوی غفرلہ

کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

حضرت قبلہ ماں جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

(زوجہ حضرت خطیب اعظم مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ)

کی روح مقدس کو

ایصال ثواب کے لئے

یہ کتاب تقسیم کی گئی۔

من جانب

پسران ودختران حضرت خطیب اعظم پاکستان